تفسیر تدبّرِ قرآن میں کتبِ سابقہ سے اخذ واستدلال

(منہج واسلوب کا جائزہ)

محمد خبیب *

ڈاکٹر محمد عبداللہ **

In preliminary days of Islam, the Holy Quran addressed the people who were acquaintances of Ahl-e-Kitab and therefore had a clear idea about their ideology and belief system. The Holy Quran Guides us about beliefs of Ahl-e-Kitab, changings they made in their Holy books and their historical incidences in a comprehensive manner. The explanation and interpretation of these beliefs and historical events can only be possible if we see it in its context and occasion and this can be done by reviewing old Holy Scriptures and literature about their religions. Keeping this in mind, Maulana Ameen Ahsan Islahi(1904-1997), in his well-known tafseer "Tadabbur-e-Quran", used old Holy Scriptures to elucidate Quranic verses for the explanation of life histories of prophets and their followers. Researcher tried to explore different dimensions of this area and elaborated in detail in the current article.

برصغیر پاک وہند میں مختلف رجحانات کی تفاسیر منظر عام پر آئی ہیں۔ان میں روایتی اسلوب کی حامل تفاسیر بالماثور پر مبنی بھی ہیں۔اور خالصتاً درایتی وعقلی اسلوب کی حامل تفاسیر بالرائے کے استدلال پر مبنی بھی۔ موخر الذکر رجحان میں تفسیر تدبر قرآن ایک منفرد اسلوب کی حامل تفسیر ہے۔جس میں مفسر نے کچھ نئے رجحانات متعارف کروائے ہیں۔مولانا امین احسن اصلاحی نے فہم قرآن میں جہاں نظم قرآن حکیم کو بنیادی اہمیت دی ہے۔وہیں کتب سابقہ سے استدلال میں بھی دیگر مفسرین سے منفرد نقطہ نظر بھی رکھتے ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ (۱۹۰۴-۱۹۹۷ء) کا شمار برّصغیر کے اُن مفسّرین میں ہوتا ہے جنہوں نے کتبِ سابقہ سماویہ کو تفسیرِ قرآن کے ایک ظنّی مآخذ کے طور پر اختیار کیا۔مولانا اصلاحیؒ نے یہ نظریہ اپنے استاد مولانا حمید الدین فراہیؒ (۱۸۶۳-۱۹۳۰ء) سے کسب کر کے بطور عملی نمونہ اپنی تفسیر تدبّرِ قرآن میں میں پیش

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کیا۔ مولانا نے قرآن کی تفسیر میں دو ذرائع 'داخلی وسائل اور خارجی وسائل' پر اعتماد کیا ہے۔فہم قرآن کے داخلی وسائل میں قرآن کی زبان، نظم قرآن اور تفسیر قرآن بالقرآن اور خارجی وسائل میں سنت متواترہ و مشہورہ، احادیث وآثار صحابہ، شانِ نزول، قدیم آسمانی صحائف اور تاریخ عرب سے رہنمائی لی ہے۔اور ان وسائل میں ایک اہم ذریعہ اور مآخذ قدیم آسمانی صحائف ہیں۔مولانا کے مطابق قرآن مجید کی ان تلمیحات و اشارات کا معاملہ نہایت اہم ہے جو اہل کتاب سے متعلق ہیں۔قرآن مجید پر ابتدائی ایمان لانے والے یا تو اہل کتاب تھے جو اپنے گھر کی باتوں سے اچھی طرح واقف تھے یا مسلمان تھے جو اہل کتاب سے میل جول رکھنے کی وجہ سے ان کے خیالات وعقائد اور ان کی روایات سے باخبر تھے۔اس وجہ سے قرآن مجید نے اہل کتاب کے عقائد، ان کے مزعومات، تحریفات اور ان کے تاریخی واقعات وغیرہ کی طرف اس قدر اجمالی شارات کیے ہیں کہ ان کا صحیح تصور قائم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور آج اسی صورت میں ممکن ہے جب اہل کتاب کے صحیفوں اور ان کے مذہبی لٹریچر پر پوری نظر ہو۔(۱) اور پھر رب تعالیٰ کی طرف سے اہلِ کتاب کو تبلیغ کی ذمہ داری بھی لگائی گئی ہے کہ '' يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ ''لیکن جامع اور عالمگیر مذہبِ اسلام کی تبلیغ میں حکمت، موعظہ حسنہ اور خوبصورت انداز میں بحث وتمحیص کا حکم دیا گیا ہے، جس کا عملی نمونہ تفسیر 'تدبّرِ قرآن' میں پیش کیا گیا ہے۔

صحف سماویہ میں عدم تفریق

مولانا امین احسن اصلاحیؒ صحفِ سماویہ میں تفریق کے قائل نہیں ہیں جیسا کہ مولانا کے استاذ محترم مولانا حمید الدین فراہیؒ رقمطراز ہیں:

> فاننا لا نفرق بين الكتب المنزلة والقرآن عندنا منها. فاذا رأينا الاختلاف نظرنا في صحة الرواية، فرجحنا الأثبت رواية واذالم يكن اختلاف بينها فلابأس أن نأخذ مما لم يثبت رواية بعد عرضه على محك الدراية، كما أن نذكر من الذبور مأأشار اليه القرآن حيث قال:﴿ وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِن م بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴾ [سورة الأنبياء۲۱:۱۰۵] ومن صحف موسى ما أشار اليه حيث قال:﴿ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ○ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴾ [سورة الألى۸۷:۱۸،۱۹] وكذالك من اپلتاريخ مثل قوله تعالى:﴿ وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِ يْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ ﴾ [سورة الاسراء۱۷:۴] فالذى يهمك (أولا) هو أن تعلم أن القرآن، فى كشف معناه، لا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

يحتاج الى هذه الفروع فانه هو المهيمن على الكتب السابقة، وهو الحق الواضح الذى يرد الخصام فيقضى بين المتخاصمين. ولكن ان أردت تصديقه فالنظر فى الفروع يفيدك ويذيدك ايمانا واطمئنانا. ولذلك قال الله تعالى:﴿فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْن ﴾[سورة النحل۱۶:۳۶] ومن نظر فى الكتب السابقة استبان له فضل تعليم القرآن عليها،واعادة بعض ما نسوه من كتبهم، وكشف ما بدلوه.(۲)

کہ ہم سابقہ صحفِ سماویہ اورقرآن کے درمیان کسی بھی قسم کی تفریق نہیں کرتے ،لیکن جب قرآن اور کتبِ سابقہ کی روایت میں اختلاف ہوتو ہم صحتِ روایت کا اہتمام کریں گے اورسب سے معتبر روایت کو ترجیح دیں گے اوراگر باہم کوئی اختلاف نہ ہوتو سابقہ صحفِ سماویہ کی روایت کودرایت کے معیار پر پرکھنے کے بعدقبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے،اگرچہ ازروئے روایت وہ ثابت نہ ہو۔مثلاً ہم زبور سے وہ چیز لیں گے جس کی طرف قرآن نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے﴿ وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِن م بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْن ﴾''اورزبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔''اورحضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں اس چیز کولیں گے جس کی طرف قرآن نے اس آیت میں اشارہ کیا گیاہے﴿ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ☆ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴾''یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی،ابراہیم اورموسیٰ کے صحیفوں میں''اسی طرح درج ذیل فرمانِ الٰہی﴿وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِ يْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْن ﴾''پھرہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کواس بات پربھی متنبہ کردیا تھا کہ تم دومرتبہ زمین میں فسادِعظیم برپا کروگے'' کی تفسیر کے لیے تاریخ بنی اسرائیل کی طرف رجوع کریں گے۔قرآن اپنے معنی ومفہوم کی تعیین وتفہیم میں ان فروع کامحتاج نہیں ہے بلکہ وہ تو کتبِ سابقہ پرمہیمن ومحافظ اوراختلافی مسائل میں معارِحق ہے،لیکن اگرقرآن کی تصدیق مطلوب ہےتو سابقہ صحفِ سماویہ کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا اورایمان ویقین میں اضافے کا موجب بھی ہوگا۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْن ﴾''پھرذرازمین میں چل پھرکردیکھ لوکہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوچکا ہے۔'' جوشخص کتبِ سابقہ کا مطالعہ کاکرےگاوہ ان کے مقابلے میں قرآن کی افضلیت پائےگااورساتھ ساتھ اہلِ کتاب کی طرف سے اپنی کتب کی فراموش کردہ تعلیمات کا اعادہ ہوگااورتحریف وتبدل سے پردہ بھی اٹھےگا۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے اسی طرح تورات،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

زبور اور انجیل بھی اللہ ہی کہ اتارے ہوئے صحیفے ہیں۔ اگر ان کے بدقسمت حاملوں نے ان صحیفوں میں تحریفیں نہ کردی ہوتیں تو یہ بھی اسی طرح ہمارے لیے رحمت و برکت تھے جس طرح قرآن ہے۔لیکن ان تحریفات کے باوجود آج بھی ان کے اندر حکمت کے خزانے ہیں۔ اگر آدمی ان کو پڑھے تو یہ حقیقت آفتاب کی طرح سامنے آتی ہے کہ ان صحیفوں کا سرچشمہ بھی بلاشبہ وہی ہے جو قرآن کا ہے۔ میں ان کو بار بار پڑھنے کے بعد اس رائے کا اظہار کرتا ہوں کہ قرآن کی حکمت کے سمجھنے میں جو مدد ان صحیفوں سے ملتی ہے وہ مدد مشکل ہی سے کسی دوسری چیز سے ملتی ہے۔ خاص طور پر زبور، امثال اور انجیلوں کو پڑھیئے تو ان کے اندر ایمان کو وہ غذا ملتی ہے جو قرآن و حدیث کے سوا اور کہیں بھی نہیں ملتی۔(۳)

کتب سابقہ سے استدلال کے تقاضے

مولانا فراہیؒ کے نزدیک صحفِ سماویہ میں سے ہر ایک دوسرے کے مفاہیم کی توضیح میں معاون ہوں گی، جس پر انہوں نے چھ دلائل قائم کیے ہیں۔ فرماتے ہیں:

فاعلم أن كلام المسيح المروى باللغة اليونانية أصلية عبراني۔ فلغة الانجيل و كتب العهد العتيق واحدة ولا شك أن ۱۔ العربي والعبراني، وهما لغتا الكتب المنزلة،صنوان۔ اذا كان الأمر هكذا لابد ان تشبه بعضها بعضا، أو تهدى احدى احداهما الى معنى الأخرى ۲۔ ثم لما كانت مطالب هذه الكتب متقاربة ۳۔ ونبعت كلها من ضئضيء الوحى فجدير بها أن تتساوق ٤۔ ولما أن القرآن وعندنا تفصيل بعض أمور التبست على أهل الكتاب ينبغى لنا أن نفهم مايفصله القرآن لنا ٥۔ ولما أنه يصدق الكتاب المنزلة ازددنا اطمئنانا ان علمنا توافقهما، وسبيل تأويل بعضها الى بعض ٦۔ ولما أن القرآن قول فصل و قرآن مبين واكثر الكتب المنزلة شعروتخييل يلزم على من أراد فهمها أن يلتمسه من القرآن ۷۔ ولما أن لغة كتب العهد العتيق صارت معطلة، فغاب ادبها وغاض مشربها، فلا بدأن يفهم كلامها من لغة القرآن۔(٤)

معلوم ہے کہ یونانی زبان میں روایت شدہ سیدنا مسیح علیہ السلام کا کلام دراصل عبرانی زبان میں تھا۔ انجیل اور تورات کی زبان ایک ہی ہے۔اور یہ بھی معلوم ہے کہ منزّلہ کتب کی زبان 'عربی اور عبرانی' کی اصل ایک ہی ہے تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ دونوں زبانوں میں گہری مشابہت ہو اور ان میں سے ایک زبان دوسری زبان کے معنی و مفہوم میں رہنمائی دے۔ ۱: پھر ان کتب کے مفاہیم بھی قریب قریب ہیں۔۲: اور تمام الہامی کتب کا سرچشمہ وحی ہے تو ان کتب کا ہم رنگ ہونا بھی قدرتی امر ہے۔۳: اور جو امور اہلِ کتاب پر مشتبہ رہ گئے، ان کو تفصیلاً بیان کرنے کا قرآن نے ہم سے وعدہ کیا ہے تو ہمارے لیے ان امور کا جاننا ضروری

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے۔۴:اور پھر قرآن سابقہ صحفِ سماویہ کا مصدّق ہے تو ان تمام کتب کی باہمی موافقت اور سازگاری ایمان کی زیادتی اور اطمینانِ قلب کا موجب ہوگی۔۵:اور پھر قرآن جھگڑے کے چکانے والا اور اختلافات کو رفع کرنے والا ہے اور دوسری کتب منزّلہ شعر وتخیل ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ جو ان کتب کو سمجھنا چاہیے وہ قرآن کی روشنی میں سمجھے۔۶:اور پھر کتب عہدِ عتیق کی زبان مٹ چکی اور صحیفے متروک ہو چکے ہیں، اب ان کو سمجھنے کی ایک ہی شکل باقی ہے کہ جو ان کو سمجھنا چاہے وہ لغتِ قرآن کی رہنمائی میں سمجھے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ فرماتے ہیں کہ مختلف پہلو تقاضا کرتے ہیں کہ ہم قدیم آسمانی صحیفوں سے براہ راست واقفیت حاصل کریں:

اول یہ کہ قرآن مجید کے بہت سے اشارات کی وضاحت کے لئے ہمارے علماء کو اہل کتاب سے روایات لینی پڑی ہیں اور وہ روایات چونکہ تمام تر سنی سنائی باتوں پر مبنی ہیں اس لئے ان کی کوئی علمی قدر و قیمت نہیں ہے نہ وہ اہل کتاب پر حجت ہو سکتی ہیں اور نہ ہم ان پر اپنے کسی دعویٰ یا دلیل کی بنیاد رکھ سکتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم براہ راست قدیم صحیفوں کا علم حاصل کریں تا کہ ان چیزوں کے بارہ میں ہم جو کچھ کہیں وہ علی وجہ البصیرت کہیں۔

دوم یہ کہ قرآن مجید پچھلے صحیفوں کی تعلیمات کو مکمل کرتا ہے اور ان میں جو خرابیاں پیدا کر دی گئی ہیں ان کی اصلاح کرتا ہے اس لئے جب آدمی قرآن مجید کے ساتھ قدیم صحیفوں کو پڑھتا ہے تو اس پر قرآن مجید کی عظمت و برتری واضح ہوتی ہے اور اس امت پر اللہ تعالیٰ نے جو فضل عظیم اس کتاب کے ذریعہ سے فرمایا ہے اس کے گوناگوں پہلو بے نقاب ہوتے ہیں۔

سوم یہ کہ قرآن مجید نے بیان احکام کے سلسلہ میں بھی اور تاریخی واقعات کے ذکر کے ذیل میں بھی جگہ جگہ ایسی تلمیحات رکھ دی ہیں جو اس وقت تک پوری طرح واضح نہیں ہو سکتی ہیں جب تک آدمی قدیم صحیفوں سے واقف نہ ہو۔ ہمارے مفسرین میں بیشتر حضرات چونکہ تورات وانجیل سے براہ راست واقف نہ تھے اس وجہ سے اس طرح کی تلمیحات کو وہ اچھی طرح کھول نہ سکے۔

چہارم یہ کہ قرآن مجید نے یہود و نصاریٰ کو اس بات کا مجرم گردانا ہے کہ انہوں نے خدا کی کتاب میں تحریف کی ہیں۔ ان کے اندر بہت سی ایسی چیزیں شامل کر دی ہیں جو ان میں نہیں تھیں اور کتنی چیزیں نکال دی ہیں جو ان میں نہایت تصریح کے ساتھ بیان ہوئی تھیں۔ نیز انہوں نے بے شمار معاملات میں اپنی روش صریحاً اللہ اور اس کے نبیوں کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف بنالی ہیں۔ کتنے حرام، حلال ٹھہرا لئے ہیں اور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کتنے حلال، حرام کر دیے ہیں۔ اس طرح کی ساری باتوں کو مدلل کرنے کیلئے ضرورت ہے کہ آدمی کی نظر تورات وانجیل پر ہو ورنہ اہل کتاب پر کما حقہ حجت پوری نہیں ہوسکتی۔

پنجم یہ کہ ان تمام خرابیوں کے باوجود جو قدیم صحیفوں میں واقع ہوگئی ہیں، ان کے اندر اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں کے کلام کا ایک حصہ موجود ہے جس کو وہ شخص آسانی کے ساتھ پہچان سکتا ہے جو قرآن مجید سے واقف ہو۔ اللہ اور اس کے نبیوں کے کلام کا یہ حصہ درحقیقت مومن کا ایک گمشدہ خزانہ ہے اور مومن اس بات کا حق دار ہے کہ وہ جہاں بھی اس خزانہ کو پائے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔(۵)

سابقہ صحفِ سماویہ پر غور کرنے کے اصول

سابقہ کتبِ سماویہ پر غور کرنے کے متعلق مولانا فراہی کا خیال ہے کہ ان صحیفوں پر کبھی حسنِ ظن کے ساتھ نظر نہ ڈالی جائے بلکہ تنقید کے پورے اہتمام کے ساتھ غور کیا جائے اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی کوشش کی جائے۔ پھر یہود کے صحیفوں پر غور کرنے کے درج ذیل اصولوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱: جو باتیں یہود کے اغراض ومقاصد کے موافق پڑتی ہیں، ان پر ہرگز اعتبار نہ کیا جائے۔

۲: تحریف کرنے والے بعض اوقات اِدھر اُدھر کی تبدیلیاں کر کے حق کو باطل کے ساتھ گڈ مڈ تو کر دیتے ہیں، لیکن حق کے تمام نشانات مٹانے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ بعض چیزیں ان کی خواہش کے بالکل خلاف ان کی نگاہوں سے بچ کر محفوظ رہ جاتی ہیں، پس نص کے اشارات کی روشنی میں انہیں نشانات کو پکڑنا چاہیے اور ان چیزوں کو اختیار کرنا چاہیے جو بظاہر ان کی تحریف سے محفوظ نظر آتی ہیں۔

۳: ہر ٹھیک بات کی یہ خصوصیت ہے کی وہ اپنے اردگرد حقائق کا ایک حصار رکھتی ہے، جھوٹ کو یہ حیثیت نہیں ہے پس آیات وروایات کی تطبیق اور واقعہ کے اجزاء ومتعلقات کو جمع کر کے آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ حق کیا ہے؟

۴: قوموں کے وہ حالات ومعاملات جو اب سائنٹیفک تحقیقات کی روشنی میں آ گئے ہیں وہ بھی اس تحقیق کی راہ میں آدمی کی راہنمائی کرتے ہیں۔

یہ چند عقلی اصول ہیں جن کو یہود کے صحیفوں پر غور کرتے وقت سامنے رکھنا چاہیے، ان کے بغیر اس خار زار میں قدم رکھنا خطرے سے خالی نہ ہوگا۔(۶)

سابقہ صحفِ سماویہ کی طرف رجوع کے فوائد

مولانا فراہی کتبِ سابقہ کی طرف رجوع کے درج ذیل فوائد کا تذکرہ کرتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱: منها التذكر والانتفاع بالنصائح۔ ۲: ومنها تقوية النقد والتميز بين الحق والباطل۔ ۳: ومنها فهم إشارات القرآن بالتفصيل۔ ٤: ومنها توجيه الأمور إلى الصحيح التأويل۔ ٥: ومنها علم فضيلة الناسخ على المنسوخ۔ ٦: ومنها المؤانسة بالرفقاء الصالحين۔(۷)

ایک اور مقام پر ذکر کرتے ہیں:

۱: ہم کتبِ سابقہ کا استناد قرآن کے میزان میں رکھ کر پرکھیں گے تا کہ اہلِ کتاب پر حق کی وضاحت ہو سکے۔

۲: قرآن چونکہ محفوظ ہے اس لیے قصص کی تصحیح قرآن کے ذریعے ہو سکے گی۔

۳: جو شخص ابتدا سے تکمیل تک شریعت کے ارتقائی درجات کا مطالعہ کرے گا اس پر اس ملّتِ کاملہ کی فضیلت واضح ہوگی۔

۴: متضاد اور مخلوط اسرائیلیات کی حقیقت واضح ہوگی۔

۵: اہلِ کتاب پر یہ حقیقت واضح ہوگی کہ قرآن ان کی کتب سے ماخوذ نہیں ہے بلکہ ان کی غلطیوں کی اصلاح کرتا ہے اور ان کو ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

۶: قرآن کی ان آیات کی تاویل زیادہ بہتر انداز سے ہو سکے گی جو تورات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔(۸)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ کتبِ سابقہ سے رجوع کرنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ سابقہ کتابوں کے مطالعہ سے ہم کو طرح طرح کے فائدے ہوں گے اس سے ہم پر قرآن مجید کی حقیقی عظمت آشکار ہوگی۔ قرآن مجید کی بہت سی تلمیحات بے نقاب ہوں گی، اہل کتاب کو قائل کرنے کے دلائل ہاتھ آئیں گے۔ یہ آخری چیز اس زمانہ میں نہایت اہم ہوگئی ہے۔ اہل کتاب کو قرآن کے بعض حوالوں پر طرح طرح کے اعتراضات ہیں اور ان کا مسکت جواب اسی وقت ممکن ہے جب تورات وانجیل اور ان سے متعلق تمام لٹریچر پر آدمی کی نظر ناقدانہ ہو۔(۹)

درج بالا تفصیل کے بعد اب تدبّرِ قرآن مین کتبِ سابقہ سے کیے گئے اخذ واستدلال کے طریقہ کار و منہج کو بالتفصیل امثلہ کے ساتھ واضح کریں۔

۱۔ انبیاء اور قوموں کی تاریخ میں کتبِ سابقہ سے استدلال

مولانا فرماتے ہیں کہ قرآن مجید نے تاریخی واقعات کے ذکر کے ذیل میں جگہ جگہ ایسی تلمیحات رکھ دی ہیں جو اس وقت تک پوری طرح واضح نہیں ہو سکتی ہیں جب تک آدمی قدیم صحیفوں سے واقف نہ ہو۔(۱۰)

چند ایک امثلہ ملاحظہ فرمائیں تا کہ مولانا کا یہ منہج روز روشن کی طرح واضح ہو جائے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَلَبِثَ فِیۡہِمۡ اَلۡفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمۡسِیۡنَ عَامًا﴾(۱۱) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی جو عمر یہاں مذکور ہوئی ہے بالکل تورات کے بیان کے مطابق ہے۔ تورات میں ہے:

''اور طوفان کے بعد نوح ساڑھے تین سو برس اور جیتا رہا اور نوح کی کل عمر ساڑھے نو سو برس کی ہوئی۔ تب اس نے وفات پائی۔''(۱۲)

تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ عمر اس دور کی اوسط عمر کے بالکل مطابق ہے۔

پھر مولانا اس تاریخی بحث کی بنا تورات پر رکھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس عہد کی مدون تاریخ موجود نہیں ہے صرف تورات ہی کے ذریعہ سے کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ تورات کے ان بیانات کی تکذیب کی جائے۔(۱۳)

اسی طرح ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ﴾(۱۴) کی وضاحت میں ''بکہ'' کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''بکہ'' سے مراد مکہ ہے۔ قدیم صحیفوں میں اس کا یہی نام آیا ہے۔ لغوی معنی اس کے شہر کے ہیں مثلاً بعلبک (بعل کا شہر) یہود نے آخری بعثت کے نشانات گم کرنے کے لئے قرأت کے توڑ مروڑ یا بالفاظ قرآن "لَیِّ لسان" کے ذریعے جو تحریفیں کی ہیں ان کی ایک مثال یہ لفظ بھی ہے۔ اس کو یہود نے بگاڑ کر ''بکہ'' کے بجائے ''بکاء'' بنایا اور اس کو مصدر قرار دے کر ترجمہ اس کا رونا کر دیا اور اس طرح وادیٔ بکہ کو رونے کی وادی میں تبدیل کر کے اس سب سے بڑے نشان کو گم کر دیا، جس سے خلق کو آخری نبی کے بارے میں رہنمائی مل سکتی تھی۔ اس آیت میں قرآن نے مکہ کو بکہ کے نام سے ذکر کر کے مکہ کے اس قدیم نام کی یاد دہانی کی ہے جو تورات کے صحیفوں میں تھا بلکہ بعض صحیفوں میں اب بھی ہے۔ مثلاً زبور میں ہے۔ اس کے بعد مولانا اپنے استاد حمید الدین فراہیؒ کی تحقیق سے بھی اس سلسلے میں استفادہ کرتے ہیں۔(۱۵)

اسی طرح انبیاء کے تعیّن اور ان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے آیت مبارکہ ﴿وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِدۡرِیۡسَ وَ ذَا الۡکِفۡلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ﴾(۱۶) کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا صبر تو واضح طور پر معلوم ہے قرآن میں جگہ جگہ ان کے صبر کا ذکر ہے لیکن حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی سرگزشتِ حیات بالکل پردہ خفا میں ہے۔ قدیم صحیفوں میں ان کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اب یا تو یہ ہوا کہ عربی لب ولہجہ میں یہ نام بالکل بدل گئے ہیں یا قدیم صحیفوں سے ان کے نام غائب ہو گئے، صرف قرآن نے ان کو از سرِ نو زندہ کیا۔ بعض لوگوں نے ذوالکفل کو حضرت حزقیل علیہ السلام پر منطبق کیا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے......تورات یا قرآن کسی میں بھی جملہ انبیائے کرام کے نام اور حالات مذکور نہیں ہیں۔(۱۷)

حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ اسفار یہود اور بائبل ہسٹری میں کوئی ایسی چیز مجھے نہیں مل سکی جس کی بنیاد پر ان کی نسبت میں کوئی بات اعتماد کے ساتھ کہہ سکوں۔قدیم وجدید مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے ان کی بنیاد تمام تر قیاسات ومفروضات پر ہے۔(۱۸)

اسی طرح سورۃ الانعام کی ۸۵اور ۸۶ آیات میں کچھ اور انبیاء کا تذکرہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ☆ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ (۱۹)

حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ الیاس سے مراد توریت کے ایلیا نبی ہیں۔(۲۰)

الیسع کے متعلق لکھتے ہیں کہ الیسع سے ملتے جلتے دو نبیوں کے نام ہیں۔ایک الیشع جن کا زمانہ ۷۱۳ ق۔م بتایا جاتا ہے، دوسرے یسعیاہ جن کا زمانہ ۶۲۰ ق۔م بتایا گیا ہے۔پہلا نام قرآن کے تلفظ سے قریب تر ہے۔(۲۱)

۲۔احقاقِ حق:

مولانا قرآنی دلائل کے ساتھ ساتھ بائبل سے اخذ واستدلال کرتے ہوئے حق کو واضح کرتے ہیں اور باطل کی بادلائل تردید کرتے ہوئے باطل کے باطل ہونے کے اسباب بھی ظاہر کرتے ہیں۔مثلاً اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہیں:

"قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ "(۲۲) اور پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

﴿اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾(۲۳)

مولانا ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس طرح پیدائش کے معاملے میں کسی مغالطے کے لئے کوئی وجہ موجود نہیں تھی اسی طرح "ابن" کے لفظ سے بھی، اگر نصاریٰ عقل سے کام لیتے تو کسی گمراہی میں پڑنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، تورات اور انجیل میں "ابن" کا لفظ صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی کے لئے نہیں استعمال ہوا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ملاحظہ ہو لوقا ۳:۳۸۔فرشتوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، ملاحظہ ہو پیدائش ۶:۲۔۴۔حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے بھی استعمال ہوا ہے ملاحظہ ہو استثنا ۱۴:۱۔نصاریٰ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے ملاحظہ ہو یوحنا ۱:۱۱۔۱۲۔اگر کسی کو معبود بنا دینے کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لئے یہ لفظ کافی ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی تخصیص نہیں رہ جاتی، پھر تو معبودوں کا ایک پورا لشکر تیار ہوسکتا ہے۔ نصاریٰ نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی پر کیوں قناعت کر لی؟ (۲۴)

ایک دوسرے مقام پر ایک نئے انداز سے اسی حقیقت کو حق ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ساری تحریفات کے باوجود آج بھی انجیل میں ایسی تصریحات موجود ہیں جن سے صاف واضح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب خدا کو 'رب' کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد رب ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ بعض مقامات میں انہوں نے دوسرے مترادف اس لفظ کے استعمال کر کے مطلب کو بالکل واضح کر دیا ہے چنانچہ تورات میں ہے:

> ''لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں''۔ (۲۵)

اس ارشاد سے صاف واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس معنی میں اللہ تعالیٰ کو اپنا ''رب'' کہتے ہیں، اسی معنی میں وہ اس کو تمام خلق کا ''رب'' کہتے ہیں اور اس سے یہ بھی واضح ہے کہ وہ اس لفظ کو اللہ تعالیٰ کی تعبیر کے لئے اس کی ربوبیت کے پہلو سے استعمال کرتے ہیں نہ کہ اس کے ساتھ اپنا نسبی رشتہ جوڑنے کیلئے۔ علاوہ ازیں وہ خدا کے لیے خدا کی تعبیر بھی استعمال کرتے ہیں اور اسکو جس طرح دوسروں کا خدا کہتے ہیں اسی طرح اس کو اپنا بھی خدا کہتے ہیں۔'' (۲۶)

اسی طرح مولانا بڑی تفصیل سے اس حق کو ثابت کرتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ حضرت اسحاق علیہ السلام، اور یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ قربانی کا واقع ''مروہ'' کے مقام پر پیش آیا نہ کہ شام میں۔ اور پھر ہر جگہ اپنے استاذ مولانا حمید الدین فراہیؒ کی کتاب "الرائی الصحیح فی من ھو الذبیح" کا حوالہ بھی دیتے ہیں کہ تفصیل کے طالب اس رسالہ کا مطالعہ ضرور کریں۔ (۲۷) مولانا اصلاحیؒ نے اس کتاب کا اردو ترجمہ ''ذبیح کون ہے؟'' کے نام سے کیا ہے۔

۳۔ تقابل اور قرآنی بیان کی ترجیح:

مولانا اکثر مقامات پر قرآنی بیان کا بائبل کے بیان سے تقابل پیش کرتے ہوئے قرآنی بیان کو راجح ثابت کرتے ہیں اور ترجیح کے اسباب بھی بعض مقامات پر بیان کرتے ہیں۔ اپنی تفسیر 'تدبر قرآن' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ:

> ''فی الواقع قرآن کا اصل زور اسی وقت واضح ہوتا ہے جب کسی معاملے میں اس کے بیان کو تورات وانجیل کے مقابل میں رکھ کے جانچا جائے۔'' (۲۸)

مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول "صَبْرٌ جَمِيْلٌ" (۲۹) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہیں کہ: ''صَبْرٌ جَمِيْلٌ'' سے مراد وہ صبر ہے جو ہر قسم کے جزع فزع، گلے شکوے اور نوحہ وماتم سے پاک ہو۔ اگر قرآن اور تورات کا فرق دیکھنا ہو تو صرف یہی ایک مقام تورات میں دیکھ لیجئے۔ قرآن تو ان کے صبر جمیل کی تعریف کرتا ہے اور تورات میں ہے کہ:

''تب یعقوب نے اپنے کپڑے پھاڑے اور ٹاٹ اپنے کولہے پر ڈالا اور بہت دن تک اپنے بیٹے کا غم کیا۔'' (۳۰)

بلکہ مولانا حضرت یوسف علیہ السلام، بھائیوں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی پوری سرگزشت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ تورات اور تالمود میں یہ سرگزشت ہے ضرور لیکن ان کے بیان اور قرآن کے بیان میں قدم قدم پر اختلاف ہے اور اس اختلاف پر جو شخص بھی انصاف سے غور کرے گا وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ قرآن کا بیان بالکل نیچرل ہے اور تورات کا بیان بالکل خلاف عقل وفطرت اور شانِ نبوت کے منافی۔ (۳۱)

اسی طرح سورۃ القصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرگزشت جس تفصیل اور جس صحت و صداقت کے ساتھ قرآن میں بیان ہوئی ہے اس تفصیل وصحت کے ساتھ تورات میں نہیں بیان ہوئی ہے۔ اگر آپ سرگزشت کے اتنے ہی حصے کو لے کر، جتنی اس سورہ میں بیان ہوئی ہے، تورات کے بیان سے اس کا موازنہ کیجیے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ قرآن کے بیان کے مقابل میں تورات کا بیان بے ربط اور محرف بھی ہے اور ان تمام ضروری اجزاء سے خالی بھی ہے جو اس سرگزشت کی اصل روح ہیں۔ (۳۲)

ایک اور مثال ملاحظہ کریں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے ایک خاص واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (۳۳)

پھر قرآن سے وضاحت کرنے کے بعد تورات سے یہ قصہ نقل کرنے سے پہلے مولانا یوں رقمطراز ہیں:

ہم مذکورہ واقعہ تورات سے نقل کرتے ہیں۔ اس کو پڑھیے اور پھر قرآن کے بیان سے مقابلہ کر کے دیکھیے تو اس سے خود اندازہ ہو جائے گا کہ '' بالحق'' بیان کرنے کا مقصد کیا ہے۔

پھر مولانا تورات سے یہ سرگزشت نقل کرنے کے بعد عرض کرتے ہیں کہ تورات میں ہابیل کے کردار کے وہ سارے پہلو غائب ہیں جو اس سرگزشت کی جان اور تمام عالمِ انسانی کے لئے نمونہ اور مثال ہیں۔ قرآن نے چونکہ اس سرگزشت کو ''بالحق'' پیش کیا ہے اس وجہ سے ان پہلوؤں کو اس نے اچھی طرح نمایاں کیا ہے اور ہر انصاف پسند اعتراف کرے گا کہ ان کے نمایاں ہونے سے ہابیل کی سرگزشت نے"

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قَائِمِينَ بِالْقِسْطِ" کے سلسلۃ الذھب کی بالکل پہلی کڑی کی حیثیت حاصل کر لی۔ قابیل کا کردار بھی تورات میں بالکل ادھورا پیش کیا گیا ہے۔ آگے آپ دیکھیں گے کہ قرآن نے اس کے کردار کے بعض ایسے گوشے بے نقاب کیے ہیں جو شریعتِ الٰہی کے بعض احکام کی حکمت و مصلحت سمجھنے کے لئے ضروری ہیں۔ اس نظر سے دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ وہی باتیں جو تورات کے ذخیرے میں بالکل خزف ریزوں کی شکل میں ہیں قرآن میں آ کر جواہرات کی طرح چمک اٹھی ہیں۔(۳۴)

ارشاد باری ﴿وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا﴾ (۳۵) کی وضاحت میں بادشاہ طالوت کے نام پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "طالوت" کا نام تورات میں "ساؤل" آیا ہے اور ان کے غیر معمولی طور پر قد آور ہونے کا ذکر خاص طور پر ہوا ہے۔ ممکن ہے وہ اس لقب سے بھی مشہور رہے ہوں۔ طالوت کے معنی "لمبے تڑنگے" کے ہیں۔ گمان ہوتا ہے کہ تورات نے ان کا ذکر نام سے کیا ہے اور قرآن نے لقب سے۔ ورنہ پھر یہ ماننا پڑے گا کہ ان کے نام کے بارے میں تورات کا بیان غلط ہے، اصل نام طالوت ہی ہے۔(۳۶)

تابوت سکینہ کی مثال ملاحظہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾(۳۷)

مولانا لکھتے ہیں کہ تابوت کی واپسی سے متعلق تورات اور قرآن کے بیان میں بڑا فرق ہے۔ قرآن کی زیر بحث آیت سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کی واپسی کا واقعہ اس وقت پیش آیا ہے جب طالوت کا خدا کے مقرر کردہ بادشاہ کی حیثیت سے اعلان ہوا ہے۔ اس کے برعکس تورات کا بیان یہ ہے کہ اس سے بہت پہلے ہی تابوت کو ایک گاڑی پر رکھ کر فلسطیوں نے گاڑی بنی اسرائیل کے علاقہ کی طرف ہانک دی تھی اور تابوت پوری حفاظت کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گیا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں بیانوں میں سے کون سا بیان روایت اور درایت کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔ ہمارے نزدیک مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر قرآن کا بیان صحیح اور تورات کا بیان غلط ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ ان واقعات کے بیان کے خاتمہ پر قرآن نے کہا ہے کہ ﴿تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (۳۸) اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امر یہاں قرآن کے پیش نظر ہے کہ یہ واقعہ جس شکل میں وہ پیش کر رہا ہے وہ تورات کے بیان سے مختلف ہے لیکن واقعہ کی صحیح شکل وہی ہے جس شکل میں اس کو قرآن پیش کر رہا ہے نہ کہ جس شکل میں اس کو تورات پیش کر رہی ہے۔ یہاں صاف نظر آتا ہے کہ صورت

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

معاملہ یہی ہے۔قرآن نے ساؤل کے نام کی بھی تصحیح کی، تابوت کی واپسی کے واقعہ کو بھی اس کے اصلی رنگ میں پیش کیا اور پھر کہا کہ حق یہ ہے جو قرآن میں بیان ہو رہا ہے نہ کہ وہ جو تورات میں بیان ہوا ہے۔(۳۹)

۴۔معنی،مفہوم اور واقعات کے تعیّن میں کتب سابقہ سے استدلال

مولانا کبھی قرآن کے لفظ کا معنی، کبھی مفہوم اور کبھی واقعات کا تعین بائبل سے اخذ واستدلال کرتے ہوئے کرتے ہیں۔

مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ”كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا“(۴۰) میں ”رزق“ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رزق سے مراد یہاں حکمت ومعرفت ہے۔قرآن نے وحی وہدایت کے لئے یہ لفظ ایک سے زیادہ مقامات میں استعمال کیا ہے۔تورات اور انجیل میں بھی یہ تعبیر موجود ہے۔حضرت مسیح علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ آدمی صرف روٹی سے نہیں جیتا بلکہ اس کلمے سے جیتا ہے جو خداوند کی طرف سے آتا ہے۔اس سے آگے والی آیت میں ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کی علم ومعرفت کی باتوں سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے پیرانہ سالی میں، بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود، اپنے لئے بھی ایسی ہی اولاد صالح کی دعا مانگی۔ظاہر ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام جیسے صاحبِ معرفت کو سیب وانگور والا رزق اس درجہ متاثر نہیں کرسکتا تھا کہ وہ یہ کرشمہ دیکھ کر اولاد کی دعا شروع کردیں۔اس طرح کی باتیں ارباب کمال کے ہاں کوئی خاص درجہ ومرتبہ نہیں رکھتی ہیں۔حضرت زکریا علیہ السلام جیسے صاحب کمال تو متاثر ہوسکتے تھے تو کسی ایسے ہی رزق روحانی سے متاثر ہوسکتے تھے جو خود ان کی اشتہائے روحانی کو بھی بھڑکا دے، جس کو دیکھ وہ بھی عش عش کر اٹھیں اور جو ان کے اندر بھی یہ تمنا پیدا کردے کہ کاش اس کی نسل سے بھی کوئی اس کمال کا حامل اٹھے۔(۴۱)

اسی طرح مولانا فرمانِ الٰہی ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ﴾ میں ”زیتون“ کے مفہوم کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”زیتون“ سے زیتون کا درخت یا اس کا پھل مراد نہیں ہے، جیسا کہ ہمارے مفسرین نے گمان کیا ہے، بلکہ جبل زیتون ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت اور عبادت کے مرکز کی حیثیت سے معروف ہے اور انجیل میں بھی جس کا ذکر بار بار آیا ہے۔انجیل میں اس کا ذکر یوں آیا ہے:

> ”اور دن میں وہ ہیکل میں تعلیم دیتا تھا اور رات میں نکل جاتا تھا اور اس پہاڑ پر شب بسر کرتا تھا جس کا نام کوہِ زیتون ہے۔“(۴۲)

اسی طرح سورہ انبیاء کی آیت ۸۷ کی تفصیل میں حضرت یونس علیہ السلام سے متعلقہ تفصیل کتابِ مقدس میں موجود ”صحیفہ یونس“ اور قرآن کی تصریحات واشارات کی روشنی میں پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ کی روایت میں چونکہ مفسرین نے بڑا گھپلا کر دیا ہے اس وجہ سے میں نے اس کی صحیح نوعیت واضح کرنے کے لئے اس کی تفصیل پیش کر دی۔(۴۳)

۵۔قرآن کے اجمال کی کتبِ سابقہ سے تفصیل

مولانا نے اپنی تفسیر میں ایک اہم منہج یہ اپنایا کہ قرآن کے بعض اجمالی بیانات کو مفصل کرنے کے لئے کتب سابقہ سے اخذ کیا ہے، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ﴾(۴۴) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم تورات کی روشنی میں اس کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔ پھر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون یعنی موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قوم فرعون پر ان تمام عذابوں کی تین صفحات پر مشتمل کتبِ سابقہ سے تفصیل بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ"، یعنی یہ تمام نشانیاں تفصیل سے مذکور ہیں۔ قرینہ دلیل ہے "مُّفَصَّلٰتٍ" کا ظرف یہاں محذوف ہے۔ یعنی ان کی تفصیل تورات میں موجود ہے۔ چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ صرف یہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ اسی ذیل کے چند اور معجزات بھی تمام جزئیات کی تفصیلات کے لئے حوالہ تورات کا دے دیا ہے۔(۴۵)

مولانا ارشاد باری تعالیٰ ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِم﴾ (۴۶) کی وضاحت کرتے ہوئے کہ قارون کا ذکر تورات کی کتاب گنتی باب ۱۶ میں آیا ہے۔ تورات میں اس کا نام قورح مذکور ہوا ہے۔ اس کے نسب نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات موسیٰ و ہارون علیہم السلام کے خاندان "بنی لاوی" سے اور رشتہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سگے چچا کا لڑکا تھا۔ حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہم السلام کی امامت و سیادت سے حسد کی بنا پر ان کے خلاف بغاوت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ تورات کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

> "اور قورح بن اضہار بن قہات بن لاوی نے بن روبن میں سے الیاب کے بیٹوں داتن اور ابیرام اور پلت کے بیٹے اون کے ساتھ مل کر اور آدمیوں کو ساتھ لیا اور وہ اور بنی اسرائیل میں سے ڈھائی سو اور اشخاص، جو جماعت کے سردار اور چیدہ اور مشہور آدمی تھے، موسیٰ علیہ السلام کے مقابل میں اٹھے اور وہ موسیٰ و ہارون کے خلاف اکٹھے ہو کر کہنے لگے، تمہارے بڑے دعوے ہو چلے کیونکہ جماعت کا ایک ایک آدمی مقدس ہے اور خداوند ان کے بیچ رہتا ہے سو تم اپنے آپ کو خداوند کی جماعت سے بڑا کیوں ٹھہراتے ہو۔"(۴۷)

اس کی اسی بغاوت کو قرآن نے یہاں " فَبَغٰى عَلَيْهِم" سے تعبیر فرمایا ہے۔"(۴۸)

اسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت ۵۷ میں من وسلویٰ کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ من کی تورات میں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے۔ پھر خروج باب ۱۶ کی ۱۳ تا ۲۱ آیات ذکر کرتے ہیں۔ پھر سلویٰ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ خروج میں ان کی تفصیل اس طرح آئی ہے اور خروج باب ۱۶ کی ۱ تا ۱۳ آیات پیش کرتے ہیں۔(۴۹)

۶۔ کتب سابقہ کا تائیدی وتنقیدی جائزہ

مولانا قرآنی آیات کی تائید میں بائبل سے آیات پیش کرتے ہیں لیکن جو قرآن سے متصادم دیکھتے ہیں اس کا تنقیدی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ مولانا لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے دوسرے متعدد نبیوں کے صحیفے اسفار تورات کی شکل میں موجود ہیں۔ ان میں اگرچہ بہت سی تحریفیں ہو چکی ہیں اوران کی حیثیت تاریخ کی کتابوں سے زیادہ نہیں ہے تاہم ان سب میں توحید اور قیامت کی تعلیم نہایت واضح اور موثر الفاظ میں اتنی کثرت سے موجود ہے کہ جس صحیفے کو بھی پڑھیے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔(۵۰)

قرآنی بیان کے موافق جہاں بات ہوتی ہے مولانا قبول فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں ﴿وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ (۵۱) یعنی یہود کو اچھی طرح معلوم تھا کہ جو لوگ اس طرح کے فتنوں میں پڑیں گے آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ تورات میں نہایت واضح الفاظ میں انہیں ان چیزوں سے روک دیا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو:

> ''جب تو اس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھ کو دیتا ہے، پہنچ جائے تو وہاں کی قوموں کی طرح مکروہ کام کرنے نہ سیکھنا۔ تجھ میں ہرگز کوئی ایسا نہ ہو جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو آگ میں چلوائے یا فال گیر یا شگون نکالنے والا یا افسوں گر یا جادوگر یا منتری یا جنات کا آشنا یا رمال یا ساحر ہو کیونکہ وہ سب جو ایسے کام کرتے ہیں خدا کے نزدیک مکروہ ہیں اور انہی مکروہات کے سبب سے خداوند تیرا خدا تیرے سامنے سے ان کو نکالنے پر ہے۔''(۵۲)

اسی طرح مولانا قول فرعون ﴿فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى﴾ (۵۳) کی تفصیلاً وضاحت کے بعد لکھتے ہیں کہ تورات میں اس موقع پر جو عبارت ہے اس سے بھی یہی بات نکلتی ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔ تورات میں ہے:

> فرعون نے کہا کہ خداوند کون ہے کہ میں اس کی آواز کو سنوں کہ بنی اسرائیل کو جانے دوں؟ میں خداوند کو نہیں جانتا اور نہ میں بنی اسرائیل کو جانے دوں گا۔(۵۴)

مولانا قرآن سے متصادم صحیفۂ آسمانی کی آیات پر تنقید کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ تورات میں اونٹ اور بعض دوسری چیزوں کے حرام قرار دیئے جانے کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہود کے فقہاء نے اپنے فتوے کے تحت

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کسی چیز کو حرام ٹھہرایا اور بعد میں ان کا یہی فتویٰ تورات میں شامل ہو کر اس کا ایک جزو بن گیا اور اس طرح فقیہوں کے ایک فقرے نے کتابِ الٰہی کی حیثیت حاصل کر لی۔ تورات میں اس قسم کے کھپلے ہوئے ہیں۔(۵۵)

تورات میں تناقض بیان کرتے ہوئے ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ﴾ (۵٦) کے تحت لکھتے ہیں کہ یہود یہ اعتراض بھی لوگوں کو سکھاتے تھے کہ جب تورات، اللہ کی کتاب موجود ہے تو اس کا کتاب الٰہی ہونا قرآن کو بھی تسلیم ہے تو آخر ایک نئی کتاب نازل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس اعتراض کا جواب قرآن نے مختلف پہلوؤں سے دیا۔ یہاں جو جواب دیا ہے کہ یہ تو امر واقعہ ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا فرمائی لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس میں اختلاف اور تناقض پیدا کر دیا گیا۔ "فَاخْتُلِفَ فِيه" سے مراد یہاں وہ تناقض ہے جو مختلف اسفارِ تورات میں بہت بھونڈے طور پر پایا جاتا ہے۔ اگر کسی چیز میں محض تاویل کا اختلاف ہو تو اس کا ازالہ اصل کی مراجعت اور دوسرے شواہد و نظائر سے ممکن ہے لیکن جب اصل ہی سب کھلا ہوا تضاد و تناقض ہو تو پھر اس اختلاف کا ازالہ ناممکن ہے۔ چنانچہ واقعہ ہے کہ تورات کے مختلف حصوں میں ایک ہی بات اتنے متضاد طریقوں سے بیان ہوئی ہے کہ اصل حقیقت تک پہنچنا نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے۔(۵۷)

یہاں ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ○ وَ يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ○ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ○ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ○ ... اَمْرِيْ○ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا○ وَّ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا○ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا○ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى﴾(۵۸)

ان آیات کی تائید میں مزید آیات ذکر کرنے کے بعد مولانا لکھتے ہیں کہ ان آیات سے یہ بات تو ضرور معلوم ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوئی زبان آور اور زوردار خطیب نہیں تھے لیکن یہ بات کہیں سے نہیں نکلتی کہ ان کی زبان میں لکنت تھی۔ لکنت کی روایت صرف تورات میں ہے۔ وہیں سے ہماری تفسیر کی کتابوں میں داخل ہوئی اور پھر اس کو مستند کرنے کے لئے ہمارے مفسرین نے ایک عجیب و غریب واقعہ بھی گھڑ لیا۔ تورات کی روایات کا جو حال ہے ان کا اندازہ آپ کو ہو چکا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے "ید بیضاء" کو برص کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ جو لوگ اپنے نبی کو برص کا مریض قرار دے سکتے ہیں ان سے کیا بعید ہے کہ اگر وہ اس کے اندر لکنت کا عیب بھی نکال دیں!

بہرحال قرآن میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے لکنت کا ثبوت ملتا ہو۔ اور "وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِی" کے الفاظ میں جس بات کی درخواست ہے وہ لکنت دور کرنے کی نہیں بلکہ اظہار و بیان کی وہ قابلیت وصلاحیت بخشے جانے کی درخواست ہے جو فریضہ نبوت و رسالت کی ادائیگی کے لئے ضروری تھی۔(۵۹)

۷۔الہامی مذاہب میں ہم آہنگی اور مشترک پہلوؤں کی تلاش

مولانا الہامی مذاہب کے لٹریچر پر بڑی وسیع نظر رکھتے ہیں وہ ان مذاہب میں سے مشترک پہلوؤں کی تلاش میں رہتے نظر آتے ہیں جس سے ان حاملین مذاہب کے درمیان ہم آہنگی کی فضا پیدا کی جا سکے۔ قربتیں پیدا کی جاسکیں اور دوریاں ختم ہوسکیں اور اسلام کی حقانیت واضح ہو سکے۔

ارشاد باری ہے:

﴿ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَ تَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ﴾ (۶۰)

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں کہ یہاں یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب دی گئی اس میں بھی بنیادی احکام وہی ہیں جو ملت ابراہیم علیہ السلام کے باب میں بیان ہوئے ہیں۔آپؑ کو سب سے پہلے جو احکام الواح میں لکھ کر دیے گئے،احکام عشرہ کے نام سے مشہور ہیں۔تورات میں دیکھ لیجئے۔الفاظ میں فرق ہو تو ہو لیکن باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔حد یہ ہے کہ تعداد میں بھی فرق نہیں ہے۔او پر ملت ابراہیم علیہ السلام کے جو احکام گنائے گئے ہیں وہ امر و نہی سب ملا کر دس بنتے ہیں۔یہی دس احکام شریعت موسوی کی بھی بنیاد ہیں۔ان پر اضافہ ہوا ہے تو تفصیلات کا اضافہ ہوا ہے جیسا کہ قرآن نے ارشاد کیا ہے اور بعینہ یہی احکام ابتدائی طور پر اس امت کو دیے گئے۔گویا اصل دین بنیادی طور پر ایک ہی ہے فرق ہے تو اجمال و تفصیل اور آغاز و تکمیل کا ہے۔اس ملت میں دین کو اس کی اصل اساس یعنی ملتِ ابراہیمی پر لوٹا کر کامل اور ان قیدوں اور پابندیوں سے آزاد کر دیا گیا جو یہود پر ان کی سرکشی کے سبب سے عائد ہوئی تھیں۔(۶۱)

ایک اور مثال ملاحظہ کریں۔ارشاد باری ہے:

﴿اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْم بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ (۶۲)

یہ سوال کا انداز مخاطب کو متنبہ کرنے اور تقریر کو زیادہ موثر بنانے کے لئے اختیار فرمایا۔مطلب یہ ہے کہ تم

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دعویٰ کرتے ہو کہ تمہارے بزرگ آباء واجداد یہودیت یا نصرانیت پر تھے تو کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کے لئے بلایا ہے۔اس وقت انہوں نے ان سے کس چیز کا اقرار لیا۔توحید اور اسلام کا یا یہودیت اور نصرانیت کا؟ اس سوال کے بعد قرآن نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے بیٹوں سے سوال اور ان کے بیٹوں کا متفقہ جواب نقل کیا ہے جو صاف صاف دینِ توحید اور اسلام کے حق میں ہے۔ یہود کے لٹریچر میں بھی اس وصیت سے متعلق جو روایات ملتی ہیں اس کے الفاظ اگرچہ قرآن کے الفاظ سے کچھ مختلف ہیں لیکن ان سے تائید بہر حال قرآن ہی کے بیان کی نکلتی ہے نہ کہ بنی اسرائیل کے مذکورہ دعوے کی۔اس لئے کہ اس میں یہودیت یا نصرانیت کی طرف کوئی اشارہ بھی موجود نہیں ہے۔

ہمارے مخدوم مولانا عبدالماجد دریابادی نے یہودی لٹریچر سے تلاش کر کے اس موقع پر اپنی تفسیر میں دو حوالے نقل کیے ہیں،ایک حضرت اسحاق علیہ السلام کی وصیت سے متعلق ہے،دوسرا حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت سے متعلق:

> ''جب اسحاق (علیہ السلام) نے دیکھا کہ اس کا وقت موعود آ پہنچا تو انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں تمہیں خدائے تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں جس کی صفات اعلیٰ، عظیم، قیوم، عزیز ہیں اور جو آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا خالق ہے کہ تم خوف اسی کا رکھنا اور عبادت اسی کی کرنا۔'' (گنز برگ کی قصص یہود،۱/ ۴۱۶)
>
> ''یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا، مجھے اندیشہ ہے کہ تم میں سے کوئی بت پرستی کا میلان رکھتا ہے۔اس کے جواب میں بارہ بیٹوں نے کہا۔سن اے اسرائیل،اے ہمارے باپ، ہمارا خداوند ہی خدائے لم یزل ہے۔جس طرح تیرا دلی ایمان ایک خدا پر ہے۔اسی طرح ہم سب کا دلی ایمان ایک خدا پر ہے۔'' (گنز برگ کی قصص یہود،۲/ ۱۴۱)(۶۳)

خلاصۂ بحث:

مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے مطابق قرآن اور صحفِ سماویہ میں تفریق جائز نہیں ہے کیونکہ قرآن آسمانی کتب میں سے ایک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی آخری کڑی ہیں، لہٰذا کتبِ سابقہ کا مطالعہ فوائد سے خالی نہ ہوگا۔اس سے قرآن مجید کی حقیقی عظمت آشکار ہوگی اور قرآن مجید کی بہت سی تلمیحات بے نقاب ہونگی۔اہلِ کتاب کو قائل کرنے کے دلائل ہاتھ آئیں گے اور پھر قرآن مجید نے اہلِ کتاب کے عقائد، ان کے مزعومات، ان کی تحریفات اور ان کے تاریخی واقعات وغیرہ کی طرف اس قدر اجمالی اشارات

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کیے ہیں کہ ان کا صحیح تصور کرنا اور قرآن کے بعض حوالوں پر اہلِ کتاب کی طرف سے کیے گئے اعتراضات کا مُسکت جواب دینا تورات وانجیل اور ان سے متعلقہ تمام لٹریچر پر ناقدانہ نظر سے ہی ممکن ہے۔ جس وجہ سے تفسیر تدبرِ قرآن میں انبیاء اور قوموں کی تاریخ کے بیان میں کتبِ سابقہ سے استشہاد کیا گیا ہے۔ جس سے حق اور باطل کو با دلائل جدا جدا کیا گیا ہے۔ بعض واقعات کی تعیین وتفصیل میں کتبِ سابقہ سے استدلال کیا گیا ہے۔ الہامی مذاہب میں ہم آہنگی کے لیے مشترک پہلوؤں کو تلاش کر کے پیش کیا گیا ہے اور یہ حقیقت واضح کی گئی ہے قرآن اہلِ کتاب کی کتب سے ماخوذ نہیں بلکہ ان کی اصلاح کرتا ہے اور اہلِ کتاب کو نور وہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا، مبادئ تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۷۰-۷۱

۲۔ الفراهی، عبد الحمید، حمید الدین، مولانا، تفسیرنظام القرآن و تأویل الفرقان فی الفرقان، الدائرة الحمیدیة، مدرسة الاصلاح، سرائی میر، أعظم گڑہ، یو۔پی، الهند، ۲۰۰۸م، ص۲۹۔۳۰

۳۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، ۱۹۔اے، ایبٹ روڑ، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱/۳۳

۴. **تفسیر نظام القرآن و تأویل الفرقان فی الفرقان، ص۳۶**

۵۔ مبادئ تدبر قرآن، ص ۲۲۲-۲۲۳

۶۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا، ذبیح کون ہے؟، مرکزی انجمن خُدّام القُرآن، ۱۲۔ افغانی روڑ، سمن آباد، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۱۶

۷۔ الفراهی، عبد الحمید، حمید الدین، مولانا، التکمیل فی أصول ألتاویل، الدائرة الحمیدیة، مدرسة الاصلاح، سرائی میر، أعظم گڑہ، یو۔پی، الهند، ۱۳۸۸ه، ص۲۹۔۳۰

۸۔ تفسیرنظام القرآن و تأویل الفرقان فی الفرقان، ص۴۹۔۵۰

۹۔ مبادی تدبّرِ قرآن، ص ۷۰

۱۰۔ مبادی تدبّرِ قرآن، ص ۲۲۳

۱۱۔ العنکبوت ۲۹:۱۴

۱۲۔ کتاب پیدائش ۹:۲۸۔۲۹

۱۳۔ تدبر قرآن، ۶/ ۲۸۔۲۹

۱۴۔ آل عمران ۳:۹۶

۱۵۔ تدبر قرآن، ۲/۱۴۵

۱۶۔ الانبیاء ۲۱:۸۵

۱۷۔ تدبر قرآن، ۵/۱۸۰

۱۸۔ تدبر قرآن، ۴/۲۶۶

۱۹۔ الانعام ۶:۸۵۔۸۶

۲۰۔ تدبر قرآن، ۳/۱۰۱

۲۱۔ تدبر قرآن، ۳/۱۰۲

۲۲۔ مریم ۱۹:۳۰

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۳۔ آل عمران ۳:۵۹

۲۴۔ تدبر قرآن، ۲/ ۲۵۱۰۷۔

۲۵۔ انجیل یوحنا ۲۰:۱۸

۲۶۔ تدبر قرآن، ۲/ ۹۷-۹۸

۲۷۔ تدبر قرآن، ۱/ ۳۸۳-۳۸۴؛ ۶/ ۴۸۴؛ ۱/ ۳۲۴-۳۲۷

۲۸۔ تدبر قرآن، ۱/ ۳۳

۲۹۔ یوسف ۱۲:۱۸

۳۰۔ کتاب پیدائش ۳۷:۳۴

۳۱۔ تدبر قرآن، ۴/ ۱۹۰

۳۲۔ تدبر قرآن، ۵/ ۶۸۰

۳۳۔ المائدہ ۵:۲۷

۳۴۔ تدبر قرآن، ۲/ ۴۹۶-۴۹۷

۳۵۔ البقرہ ۲:۲۴۷

۳۶۔ تدبر قرآن، ۱/ ۵۷۰

۳۷۔ البقرہ ۲:۲۴۸

۳۸۔ البقرہ ۲:۲۵۲

۳۹۔ تدبر قرآن ۱/ ۵۷۳-۵۷۴

۴۰۔ آل عمران ۳:۳۷

۴۱۔ تدبر قرآن، ۲/ ۷۸

۴۲۔ تدبر قرآن، ۹/ ۴۳۶-۴۳۷

۴۳۔ تدبر قرآن، ۲/ ۱۸۲

۴۴۔ تدبر قرآن، ۲/ ۱۸۲

۴۵۔ الاعراف ۷:۱۳۳

۴۶۔ تدبر قرآن، ۳/ ۳۵۴-۳۵۶

۴۷۔ کتاب گنتی ۱۶:۱-۳

۴۸۔ القصص ۲۸:۶

۴۹۔ تدبر قرآن، ۵/ ۷۰۷

۵۰۔ تدبر قرآن، ۹/ ۳۲۱

۵۱۔ البقرہ ۲:۱۰۲

۵۲۔ استثناء ۱۸:۹-۱۲

۵۳۔ طٰہٰ ۲۰:۴۹

۵۴۔ کتاب خروج ۵:۲

۵۵۔ تدبر قرآن، ۲/ ۱۴۴

۵۶۔ حم السجدہ ۴۱:۴۵

۵۷۔ تدبر قرآن، ۷/ ۱۱۶-۱۱۷

۵۸۔ طٰہٰ ۲۰:۲۵-۳۶

۵۹۔ تدبر قرآن، ۵/ ۳۹-۴۰

۶۰۔ الانعام ۶:۱۵۴

۶۱۔ تدبر قرآن، ۳/ ۲۰۵

۶۲۔ البقرہ ۲:۱۳۳

۶۳۔ تدبر قرآن، ۱/ ۳۴۵-۴۶

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.